بسم الله الرحمن الرحیم

شیخ کے پسندیدہ محدثین

شیخ پر ان کے اثرات اوت ان کے بارے میں شیخ کے تاثرات

از: فیصل احمد بھٹکلی ندوی

ندوۃ العلماء لکھنو

ہندوستان کا علم حدیث سے رشتہ اس وقت سے ہے، جب سے یہاں کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں آفتاب اسلام کی ضوفشانی سے چمک پیدا ہوئی، اور یہاں محدثین اور علوم شریعت کے حاملین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ پھر ہر دور میں ملک کے طول وعرض میں کہیں نہ کہیں اس کے کچھ نہ کچھ اثرات رہے، یہاں تک کہ نویں صدی ہجری کے اوائل میں گجرات نے جب آزاد مستقل اسلامی اسٹیٹ کی صورت اختیار کی اور مظفر شاہی حکومت نے علم حدیث کی سرپرستی کے لیے دہانے کھول دیے تو کھنچ کھنچ کر محدثین سرزمین گجرات کا رخ کرنے لگے اور گجرات حافظ عبد الرحمٰن سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ)، شیخ الاسلام زکریا انصاری (متوفی ۹۲۵ھ) اور پھر علامہ ابن حجر ھیتمی مکی (م۹۷۴ھ) کے شاگردوں سے علم حدیث کے سب سے بڑے مرکز کی حیثیت سے ابھر آیا۔ اور تقریبا دوسو سال تک یہاں علم حدیث کا وہ چرچہ رہا کہ شاید و باید۔ مگر جب ۹۸۰ھ میں شہنشاہ اکبر نے اس کو اپنی سلطنت میں شامل کیا اور مظفر شاہی حکومت کا سقوط ہوا تو علم حدیث کی لو ماند پڑ گئی یہاں تک بالکل بجھ گئی۔

اب مرکز ثقل جنوب سے شمال منتقل ہوا، اور اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) نے علم حدیث کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ اور اس کے لیے درس وتدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعے بڑی جدوجہد کی، مگر ازل سے ہندوستانی مسلمانوں کی علمی ودینی قیادت وامامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کے نام لکھی ہوئی تھی۔ انھوں نے برصغیر میں علم حدیث کے فروغ کے لیے جو تگ ودو کی وہ اظہر من الشّمس ہے۔ آج جو کچھ نظر آرہا ہے وہ ان کی اولاد واخلاف اور تلامذہ کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری برصغیر میں علم حدیث کی تاریخ کا ایک بہت نمایاں نام اور ان کی زندگی اس کتاب کا ایک سنہرا باب ہے۔ شیخ ان چند لوگوں میں سے ہیں جن کو سوفی صد محدث کہا جاسکتا ہے۔ ہمیں اس مقالے میں ان محدثین کا ذکر کرنا ہے جو شیخ کے پسندیدہ تھے۔ بالفاظ دیگر شیخ نے جن سے اکتساب فیض کیا، اور شیخ کی محدثانہ شخصیت کی تشکیل میں جن کا نمایاں حصہ ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ شیخ نے مظاہر علوم سہارنپور میں حدیث کی کتابیں پڑھیں اور دورہ مکمل کیا، یہ متعدد بڑے اساتذہ اور اساطین

علم تھے، جن کا شیخ احترام وعقیدت کے ساتھ تذکرہ کرتے تھے۔ لیکن کیا شیخ کی موجودہ محدثانہ شخصیت کی تعمیر میں ان کا کوئی نمایاں کردار ہے اس کا جواب اگرہ نفی میں نہ دے سکیں تو اثبات میں دینا بھی آسان نہیں ہیں۔ تاہم یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اگر شیخ کے ذمے بخاری شریف کی تدریس نہ ہوتی اور شیخ مدرسہ مظاہر علوم کے شیخ الحدیث نہ ہوتے تو شیخ کی علمی شخصیت اس طرح ابھر کر شاید سامنے نہ آتی جو آئی۔ بہرحال شیخ نے ایک دفعہ فرمایا: میں نے اپنی سند یہاں کے مشائخ سے درست کی، مگر میں نے یہ فن سیکھا ہے ساتِ آٹھ محدثین سے، پھر شیخ نے ان حضرات کے نام لیے جن کا ہم اگے دوسرے نمبر پر ذکر کریں گے۔

اگر ہم شیخ کی باتوں کی روشنی میں گہرائی سے جائزہ لیں تو ان محدثین کو جنھوں نے شیخ کی زندگی پر اثر ڈالا یا شیخ جن سے متاثر تھے اور ان سے کسب فیض کیا، یا جنھوں نے شیخ کی محدثانہ شخصیت کی تشکیل میں حصہ لیا۔ ان کو تین زمروں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

پہلے زمرے میں ابتدائی دور کے وہ محدثین ہیں جن کی باتیں بعد میں آنے والوں کے لیے بنیاد ہیں۔ ان حضرات میں جن سے خاصے متاثر تھے، وہ یہ حضرات ہیں: امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن خزیمہ، امام ابوعوانہ، امام ابن حبان، امام دارقطنی، امام خطابی رحمہم اللہ۔

دوسرے زمرے میں وہ محدثین ہیں جو پانچویں صدی اور اس کے بعد کے ہیں۔ ان میں زیادہ تر وہ ہیں، جن کا تعلق شرح حدیث اور فقہ حدیث سے ہے، تاہم ان میں کچھ حضرات ایسے ہیں جنھوں نے علوم حدیث اور رجال میں ناقابل فراموش کام کیا ہے۔ ان حضرات میں جن کا شیخ اکثر ذکر کرتے تھے اور جن سے اپنے تاثر کا اظہار کرے تھے وہ یہ ہیں: امام حاکم، ابن بطال، ابن حزم ظاہری، بیہقی، خطیب بغدادی، ابن عبدالبر، قاضی عیاض، ابن عساکر، ابن جوزی، قاضی عیاض، عزالدین ابن عبدالسلام، نووی اور ابن ابی جمرہ۔

تیسرے زمرے میں وہ حضرات محدثین ہیں جن کو شیخ اپنا اصل استاد اور شیخ قرار دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ فن میں نے ان سے سیکھا: وہ یہ حضرات ہیں: شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ذہبی، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن قیم، حافظ ابن رجب، حافظ ابن عبدالہادی، امام زیلعی اور اخیر میں اور سب سے بڑھ کر حافظ ابن حجر العسقلانی۔ فرماتے تھے کہ مجھے پڑھانے کو مشکاۃ مل گئی تو اس کی تخریج کا شوق پیدا ہوا، وہاں سے میں نے اوڑھ لیا اور اپنے مشائخ کے یہاں پہنچ گیا۔

اب ہم ذیل میں ان علماء کے مختصر حالات اور ان کے بارے میں شیخ کے تاثرات پیش کرتے ہیں: جہاں تک پہلے زمرے کا تعلق ہے تو اس میں زمانی تقدم کے لحاظ سے سب سے پہلے:

☆ **امام شافعی (محمد بن ادریس الشافعی المتوفی: ۲۰۴ھ)** ہیں۔ امام شافعی کے فقہی مقام کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اور نہ یہ اس کا محل ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب کے شاگرد اور ان سے تعلق رکھنے والے سبھی جانتے ہیں کہ شیخ امام شافعی سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ اب یہاں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ علم حدیث کے لحاظ سے امام شافعی کی وہ کیا خصوصیات ہیں جنھوں نے شیخ کو متاثر کیا ہوگا۔ اگر ہم اس کا تحقیقی جائزہ لیں تو کہہ سکتے ہیں کہ امام شافعی کی یہ خصوصیات کئی خانوں میں بٹی ہوئی اور پھیلی ہوئی ہیں جن کو ہم مفصل

بیان کرنے لگ جائیں تو بات بہت دور تک چلی جائے گی اور مقالے کا رخ بدل جائے، تاہم اختصار کے ساتھ اس کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے تاکہ شیخ کے تاثر کی حقیقت سمجھ میں آجائے:

(الف) امام شافعی نے حدیث کی عظمت، ضرورت اور حجیت کا ''الرسالہ'' وغیرہ میں جس قوت اور خود اعتمادی کے ساتھ بیان کیا ہے وہ انھی کا حصہ ہے۔

(ب) امام شافعی نے پہلی دفعہ حدیث کے ردوقبول کے باقاعدہ اصول متعین کرکے فقہاء و محدثین کے لیے راستہ ہموار کیا۔

(ج) حدیث کے باہمی اختلاف کی وجہ سے صورت حال بہت نازک اور ہنگامہ خیز ہوئی تھی، ایسے ایسے اختلافات سامنے آرہے تھے جو ان کے تصور میں نہیں ہوتے تھے، اس وجہ سے لوگ حیران و پریشان تھے، صراستہ نہیں مل رہا تھا یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ کے الفاظ میں:" حتی جاء ھم تأیید من ربھم، فألھم الشافعی قواعد جمع ھذہ المختلفات وفتح لمن بعدہ بابا وأی باب" (الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف. ۸۳.۸۴)

(د) امام شافعی نے استدلال کا ایسا طریقہ اختیار کیا کہ حدیث وسنت کی عظمت کھل کر سامنے آگئی۔

(۵) امام شافعی کے زمانے میں انکار حدیث کی متعدد صورتیں سامنے آرہی تھیں۔ امام شافعی نے بڑی قوت سے اس کا سد باب کیا کہ وہ فتنے وہیں دب گئے۔ یہاں تک کہ اسی زمانے میں محدثین نے ان کو ناصر السنہ کا خطاب دیا۔

یہ اور اس قسم کی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے شیخ امام شافعی سے بہت متاثر تھے۔ انھوں نے امام شافعی کو بہت پڑھا تھا خود فرماتے تھے کہ میں نے امام شافعی کا کلام سب سے زیادہ دیکھا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا: امام شافعی سے مجھ کو بڑی عقیدت ہے، میں نے ان کو بہت پڑھا ہے، ایک اصولی بحث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کہ امام شافعی کا قول حاکم کے یہاں مل گیا تو ہم نے اس کو اپنی کتاب میں نقل کردیا کہ یہ تو امام الأئمہ ہیں، ان کی بات ضرور نقل ہونی چاہیے۔ پھر فرمایا: اصول کے تو امام شافعی موجد اور اس میں سب کے امام ہیں، حنفیہ زیادتی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قاضی ابو یوسف نے سب سے پہلے اصول میں لکھا، وہ چند سطریں ہوں گی، مگر امام شافعی کی پوری کتاب ہے، ''الرسالہ'' جو اصول فقہ اور اصول حدیث کی بنیاد ہے اور سب سے پہلی باقاعدہ کتاب ہے۔

اس کے علاوہ امام شافعی کی ذہانت اور فقاہت سے بھی بڑے متاثر تھے۔ ایک دفعہ فرمایا: امام شافعی ذہانت اور فقاہت میں بہت بڑھے ہوئے تھے، امام مالک سے بڑھ کر ذہین۔

پھر یہ کہ شیخ نے امام شافعی کی کتاب ''الأم'' کا توجہ سے مطالعہ کیا تھا۔ اور یہ ایسی کتاب ہے کہ کوئی اگر اس کو غور کے ساتھ سمجھ کر پڑھے تو وہ اس کو مجتہد بنا دیتی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ میرے اندر اجتہادی صلاحیت بنیادی طور پر امام شافعی کی کتاب ''الام'' کے ذریعے پیدا ہوئی (المسویٰ، مقدمہ، ص: ۴۳)

میں نے شیخ کے سامنے جب اس بات کا تذکرہ کیا تو شیخ نے جیسے تائید کی، اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ شیخ کے اندر مجتہدانہ شان پیدا کرنے میں امام شافعی کی کتاب ''الأم'' کا بڑا دخل ہے۔ اور مفتی شبیر صاحب کے مطابق، شیخ کو امام شافعی کی ''الأم'' سے بہت خصوصی

مناسبت رہی، وجہ اس کی یہ ہے کہ امام شافعی ایک ناقد محدث کی طرح حدیث کی علل، رجال اور اس کے درجے پر کلام کرتے ہیں۔ نیز وہ شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی کی کتابوں سے میرا تعلق امام محمد کی کتابوں کے مقابلے میں دس گنا بلکہ سو گنا زیادہ ہے ۔(قلائدالمقالات والذکریات فی شیخ الحدیث العلامة محمد یونس الجونفوری،ص:۳٦٧)

امام شافعی سے اسی تاثر اور عقیدت کی وجہ سے ایک سے زائد بار شیخ نے امام شافعی کی خواب میں بھی زیارت کی۔ فرماتے تھے: ائمہ میں تنہا امام شافعی ہیں جن کی میں نے خواب میں زیارت کی ہے۔

☆ **امام علی بن المدینی (علی بن عبداللہ المدینی، المتوفی:۲۳۴ھ)** کا شمار علل کے سب سے بڑے ماہرین میں ہوتا ہے، ان کے برابر سمجھے جانے والے محدثین امام احمد اور یحییٰ بن معین (م۲۳۳ھ) بھی ان سے استفادہ کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ لیٹے ہوتے اور امام احمد اور یحییٰ دائیں بائیں بیٹھے ان سے سوالات کرتے اور وہ انھیں لکھواتے (سیر اعلام النبلاء:۱۱/۵۰)۔

چوں کہ امام بخاری اپنے شیوخ میں علی بن المدینی سے سب سے زیادہ متاثر تھے، اس لیے شیخ یونس ان کا بڑی عظمت سے تذکرہ کرتے تھے۔

☆ **امام احمد (احمد بن محمد بن حنبلؒ المتوفی:۲۴۱ھ)** کی مجتہدانہ شان، فقیہانہ مقام، ملی غیرت اور دینی حمیت سے کون واقف نہیں، یہ تو معلوم نہیں ہوسکا کہ شیخ پر امام احمد کے کس کمال اور کس خصوصیت کا زیادہ اثر تھا، تاہم شیخ اپنے اساتذہ میں ان کو شمار کرتے تھے۔

☆ **امام بخاری (محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی:۲۵٦ھ)** سے شیخ کے تاثر کو کیوں کر بیان کیا جائے۔ ان کی پوری زندگی بخاری کے جلو میں ان کے گن گاتے ہوئے گزری۔ فرماتے تھے: کہ صحیح بخاری رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے جو ڈھائی سو سال بعد بھی ظاہر ہوا۔

نیز فرماتے تھے کہ بخاری صرف احادیث کا مجموعہ نہیں بلکہ اسلام کا انسائیکلو پیڈیا ہے اور عام علمائے احناف کے برخلاف، شیخ فرماتے تھے: بخاری کی فقاہت کی مثال نہیں وہ سب سے بڑے فقیہ تھے۔ (قلائد:۸۹ روایت مفتی شبیر صاحب)

شیخ امام بخاریؒ کی آخری درجے کی تعظیم کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ امام بخاری کو کچھ کہنے کو طبیعت امادہ نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ فرمایا: امام بخاری کا ایک جگہ وہم مجھے نظر آیا، مگر میرا دل کانپنے لگا کہ یہ اتنا بڑا امام کیسے میں ان کا وہم کہوں۔

☆ **امام مسلم (مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری المتوفی:۲٦۱ھ)** ان کی کتاب متفقہ طور پر صحت کے لحاظ سے صحیح بخاری کے بعد ہے، لیکن بعض خصوصیات میں صحیح بخاری سے فائق ہے، نیز ان کی دیگر کتابیں بھی ان کے مقام کا پتا دیتی ہیں۔ شیخ، امام مسلم کے بڑے قائل تھے، فرماتے تھے: امام مسلم بہت بڑے آدمی تھے، ان کے کمالات بخاری کے سامنے دب گئے، اگر ان کی کتاب ''التمییز'' مکمل سامنے ہوتی تو ان کے مقام کا صحیح علم ہوتا!

☆ **امام ترمذی (محمد بن عیسی بن سورہ الترمذی: المتوفی:۲۷۹ھ)** جن کی ''جامع'' بعض حیثیتوں سے صحاح ستہ میں سب سے مفید ہے، شیخ، امام ترمذی کے بڑے قائل تھے، فرماتے تھے: ترمذی بہت ذہین آدمی تھے، بخاری خود ان کی ذہانت کے قائل تھے، اور بخاری جن کے قائل ہو جائیں!

پھر فرمایا: ترمذی کی کتاب علوم کا مخزن ہے۔ وہ تو ایک جنگل ہے جنگل، اس میں ابواب ہیں، ترجمۃ الباب ہے، رجال پر کلام ہے، علتوں کا بیان ہے، فقہائے اقوام کے مذاہب کا بیان ہے اور بہت فوائد ہیں۔

☆ امام نسائی (**احمد بن شعیب النسائی المتوفی: ۳۰۳ھ**) کا شمار بڑے ماہر محدثین میں ہوتا ہے، ان کی کتاب صحاح ستہ میں پانچویں نمبر پر ہے، شیخ فرماتے تھے کہ نسائی بڑے آدمی تھے، علل کے ماہر تھے۔

☆ امام بزار (**ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق العتکی البزار المتوفی: ۲۹۲ھ**) بڑے درجے کے محدثین میں ہیں، ان کی کتاب البحر الزخار جو مسند البزار کے نام سے مشہور ہے۔ معلول حدیثوں کا ایک بڑا مخزن ہے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں: يقع في مسند الحافظ أبي بكر البزار من التعاليل مالا يوجد في غيره من المسانيد (الباعث الحثيث ۱/۱۹۸) وقال الهيثمي: قد حوى جملة من الفوائد الغزار۔ (كشف الاستار ۱/۵)۔

شیخ اس کے بڑے قائل تھے، فرماتے تھے کہ وہ اپنے نام کی طرح ہی بحر زخار ہے۔ اس میں عجیب فوائد ہے۔ (روایت شیخ محمد بن ناصر العجمی: قلائد، ص ۳۹)۔

ایک موقع پر فرمایا: بزار کی کتاب بہت علم ہیں، اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ (قلائد، ص: ۲۵۴ روایت شیخ علی بن احمد الخلفاوی الجزائری)

☆ امام ابن خزیمہ (**ابوبکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ السلمی النیسابوری المتوفی: ۳۱۱ھ**) جن کو امام الائمہ کہا جاتا تھا۔ محققین کے نزدیک ان کی صحیح کا درجہ ابن حبان کی صحیح اور حاکم کی مستدرک سے بڑا ہے۔ شیخ فرماتے تھے: امام ابن خزیمہ بڑے ذہین شخص تھے۔ ایک موقع پر فرمایا: ابن خزیمہ کا درجہ ابن حبان سے اونچا ہے، لیکن ان کی کتاب پوری نہیں پہنچی۔ ابن حبان سے فائدہ زیادہ پہنچا۔

☆ ابوعوانہ (**الامام ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق ابن ابراہیم الاسفرائینی، المتوفی: ۳۱۶ھ**) اپنے زمانے کے بڑے محدثین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ انھوں نے صحیح مسلم کی مستخرج لکھی تھی۔ شیخ نے ایک موقع پر فرمایا: امام مسلم نے صحیح لکھی، متعدد لوگوں نے اس کی مستخرجات لکھیں، اور اب نہیں کہہ سکتے کہ ان کی نیتیں کیا کیا تھیں، مگر وہ مستخرجات باقی نہیں رہیں، صرف ایک ابوعوانہ کی مستخرج کا کچھ حصہ باقی ہے۔ یہ بڑے آدمی تھے، انھوں نے مقابلے میں نہیں لکھی تھی۔ یہ بڑی اہم کتاب ہے، حافظ بھی اس کا بہت حوالہ دیتے ہیں۔

نیز فرمایا: یہ بڑے محقق محدث ہیں، ان کی کتاب کثیر الفوائد ہے، مسلم کی حدیثیں تو بیان کرتے ہیں، مگر اس کے ساتھ دوسرا متن بھی بیان کرتے ہیں۔

ایک موقع پر فرمایا: ''وہ بڑے امام، حافظ، عارف، کثیر العلم ہیں، ذہین ہیں، معانی کے سمندر میں غوطہ زنی کر کے فوائد نکال لاتے ہیں، ان کی مسند بڑی عجیب کتاب ہے، (قلائد، ص: ۱۹۸) روایت شیخ عمر بن محمد سراج بن احمد حبیب اللہ، جدہ)

☆ امام ابن حبان (**ابوحاتم محمد بن حبان التمیمی البستی المتوفی: ۳۵۴ھ**) شیخ فرماتے ہے: ابن حبان کثیر العلم ہیں، مجھے ان سے مناسبت، ان کی صحیح: عظیم الشان کتاب ہے۔ دوسری طرف ان کی کتاب روضۃ الادباء ہے، اس میں آزاد روایتی باتیں بیان کرتا ہے، لگتا ہے کہ اس کا مصنف الگ ہے اور صحیح کا مصنف الگ لیکن چوں کہ محدث ہے اس لیے بیچ بیچ میں حدیث کی باتیں بیان کرتا ہے جس سے راز کھلتا ہے کہ یہ محدث ہے۔

☆امام دارقطنی (الامام الحافظ علی بن عمر الدارقطنی البغدادی، التوفی: ۳۸۵ھ) بہت بڑے حافظ حدیث تھے، ان کے زمانے میں ان کی کوئی مثال نہیں تھی۔ فرماتے تھے: دارقطنی احفظ الناس تھے، بہت بڑے ماہر علل تھے مگر متعصب تھے فقہ شافعی کے لیے۔

☆خطابی (حمد بن محمد ابرہیم ابن خطاب ابوسلیمان الخطابی البستی، التوفی: ۳۸۸ھ) اپنے زمانے کے مشہور محدث وفقیہ، ماہرِ لغت ہیں، ان کی کتابوں میں سب سے مشہور اور مفید ابوداؤد کی شرح ''معالم السنن'' ہے۔ نیز بخاری پر ان کی کتاب ''اعلام السنن'' بھی ایک وقیع کتاب ہے۔ اسی طرح "اصلاح غلط المحدثین" بہت مشہو اور متداول کتاب ہے۔

شارح حدیث کے طور پر خطابی کی بہت اہمیت ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ محدثین میں خطابی سے پہلے کسی نے حدیث کی کسی کتاب کی شرح لکھی ہو۔ اس لیے بعد میں آنے والوں نے خطابی سے ضرور استفادہ کیا۔

شیخ نے ایک دفعہ فرمایا: خطابی بہت بڑے عالم ہیں۔ پہلے آدمی ہیں جو اپنی شرح میں ادھر ادھر کی باتیں نہیں کرتے ہیں اور وضاحت سے مرتب طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کے بعد حدیث کا کوئی شارح ان سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

دوسرے زمرے میں سب سے پہلا نام امام حاکم: ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ النیسابوری التوفی: ۴۰۵ھ۔ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے محدث تھے۔ ان کی کتاب ''المستدرك على الصحيحين'' کا شمار حدیث کی بہت اہم کتابوں میں ہوتا ہے۔

اسی طرح علوم حدیث پر ان کی کتاب ''معرفۃ علوم الحدیث'' اصول حدیث کی اولین کتابوں میں ہے۔ شیخ، حاکم کی دونوں کتابوں کو اہمیت دیتے تھے۔ اور حاکم سے اپنے تعلق ومحبت کا اظہار کرتے تھے۔ حاکم کو کچھ لوگوں نے تشیع کی طرف جو منسوب کیا ہے اس سے کوفت کا اظہار کرتے تھے اور اس کی سخت تردید کرتے تھے۔ فرماتے تھے: افسوس ہے کہ لوگوں نے تشیع کی طرف ان کی نسبت کی ہے۔ یہ بالکل غلط بات ہے، اس کا سبب یہ ہے حاکم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں کتاب لکھی، وہ زمانہ چوں کہ شیعہ سنی کے درمیان شدید اختلاف کا تھا تو لوگ یہ سمجھے حاکم میں تشیع ہے۔ ہرگز نہیں، وہ اپنی کتاب'' معرفة علوم الحديث '' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہیں، بلکہ بڑی تعداد میں حضرت عمر کی نسل سے تعلق رکھنے والے محدثین کا تذکرہ کرتے ہیں۔ وہ شیعہ ہرگز نہیں ہوسکتے، قطعاً نہیں، یہ بالکل غلط بات ہے (قلائد، ص: ۴۲ روایت شیخ محمد بن ناصر العجمی)۔

ایک موقع پر ان کی کتاب مستدرک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: لوگ آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ حاکم نے یہ غلطی کی، حاکم سے یہاں وہم ہوا، مجھے یہ اچھا نہیں لگتا، تم کیا جانو حاکم کو؟ وہ عارف تھے، انھوں نے بڑھاپے میں کتاب لکھی (یعنی مستدرک) پھر انھیں نظر ثانی کا وقع نہیں ملا۔

☆ابن بطال (ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک ابن بطال القرطبی، التوفی: ۴۴۹ھ) اپنے عہد کے بڑے محدثین میں تھے، مغرب سے تعلق رکھنے والے اولین شارح بخاری ہیں، ان کی شرح بخاری چھپ چکی ہے، شیخ نے ایک دفعہ فرمایا: ابن بطال بہت بڑے آدمی تھے۔ اکراہ کے باب میں حافظ ان پر ایک لفظ کا اضافہ نہیں کر سکے، پوری عبارت اٹھا کر رکھ دی ہے۔ یہ مالکی تھے، کرمانی ان

سے بیر رکھتے تھے، خواہ مخواہ انہوں نے یہ بات لکھ دی کہ ابن بطال نے اپنی شرح میں مالکیہ کے اقوال بھر دیے ہیں، پھر فرمایا: یہ ایک علمی خاندان تھا مغاربہ کا، بڑا علم تھا اس خاندان میں۔

☆ **امام ابن حزم (ابو محمد علی بن محمد الاندلسی الظاہری المتوفی ۴۵۶ھ)** بہت مشہور اور عبقری عالم ہیں۔ اہل ظاہر کے امام، بڑے محدث اور جلیل القدر فقیہ تھے، تاریخ پر بھی گہری نظر تھی، اہل علم جانتے ہیں کہ وہ بڑے بڑے علماء کے خلاف بہت سخت زبان استعمال کرتے ہیں، اس سب کے باوجود شیخ ان کے مداح تھے، فرماتے تھے کہ وہ بہت بڑے عالم تھے، ان کو سنت سے بہت محبت تھی اور اسی جوش میں ان کی زبان تیز ہو جاتی تھی۔

☆ **امام بیہقی (امام احمد بن الحسین البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ)** ان کے زمانے میں فقہ وحدیث کا جامع ان سے بڑا کوئی عالم نہیں تھا، ان کی کتاب السنن الکبری سنن پر سب سے بڑی کتاب ہے، نیز ان کی کتاب ''دلائل النبوۃ'' ایک بے نظیر اور بابرکت کتاب ہے، ان کے علاوہ ان کی دسیوں وقیع تصانیف ہیں۔

شیخ بیہقی کے بہت مداح تھے، ایک دفعہ فرمایا: بیہقی بلا کے ذہین تھے بہت سے علوم میں انھیں امامت کا درجہ حاصل تھا، دلائل النبوۃ کے سلسلے میں فرمایا: یہ بہت عجیب کتاب ہے، بار بار اس کو پڑھنا چاہیے۔ (قلائد ص: ۴۰، شیخ محمد بن ناصر العجمی)

ایک دفعہ فرمایا: کہ وہ امام الدنیا ہیں۔ ایک موقع پر دارقطنی اور بیہقی میں موازنہ کرتے ہوئے فرمایا: دارقطنی، حافظ بہت بڑے ہیں مگر بیہقی حافظ بھی ہیں اور ذہین بھی، جو بات بھی بیان کرتے ہیں تہذیب اور سلیقے سے پیش کرتے ہیں۔

نیز ایک دفعہ فرمایا: قاضی بہت بڑے آدمی تھے، بیہقی ان سے بھی بڑے تھے، بیہقی بڑے سلیقے اور ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔

ہم نے عرض کیا: ذہبی نے بیہقی کی کتابوں کے مطالعے کی تاکید کرتے ہوئے لکھا ہے: **فان علیھا نوراً**، تو شیخ نے تائید کرتے ہوئے فرمایا: ہاں۔

☆ **خطیب (ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۲ھ)** اتنے بڑے محدث تھے کہ ان کے زمانے میں ان کا کوئی مقابل نہیں تھا۔ علوم حدیث کے ہر پہلو پر انھوں نے کتاب لکھی، ان کے بعد آنے والے ان سے گزرے بغیر آگے بڑھ ہی نہیں سکتے۔

شیخ، خطیب کو بہت سراہتے تھے، ایک دفعہ فرمایا: دارقطنی احفظ الناس تھے، لیکن خطیب کا ذہن ان سے اچھا تھا، اسی لیے انھوں نے بے نظیر کتابیں لکھیں۔ اس کے نقل پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ رجال میں ان کا کلام مختصر اور مفید ہے۔ (قلائد ص: ۳۸، شیخ ناصر العجمی)

ایک دفعہ فرمایا: خطیب بہت ذہین اور غضب کا فطّین ہے۔ خرق کرتے ہیں، بالخصوص علم حدیث میں، بات سے بات نکالتے ہیں۔ اس لیے ان کی کتابوں سے بہت فائدہ پہنچا۔

☆ **ابن عبد البر (یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر ابو عمر النمری القرطبی المتوفی ۴۶۳ھ)** ایک طرف خطیب تھے تو دوسری طرف ابن عبد البر، خطیب کو حافظ المشرق کہا جاتا تھا تو ابن عبد البر کو حافظ المغرب کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

شیخ نے ایک دفعہ فرمایا: ابن عبدالبر امام العالم ہیں، ان کے علوم ''التمهيد'' میں پھیلے ہوئے ہیں۔

☆ **زمخشری (محمود بن عمر ابوالقاسم جار اللہ الزمخشری المتوفی ۵۳۷ھ)** شاید لوگوں کو تعجب ہو کہ زمخشری کا نام اس فہرست میں کیسے آ گیا، وہ تو تفسیر، نحو، اور ادب و بلاغت کے آدمی تھے، صحیح ہے لیکن شیخ ان کو حدیث کے بڑے عالم کے طور پر دیکھتے تھے، ان کی کتاب ''الفائق فی غریب الحدیث'' کو بہت اہمیت دیتے تھے، کہتے تھے کہ وہ بے نظیر کتاب ہے۔ (قلائد، ص: ۱۹۹ عمر بن محمد سراج بن احمد حبیب اللہ)

ایک مرتبہ فرمایا: زمخشری امام المحدثین ہے۔ شیخ شجری کے ساتھ زمخشری کی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے یہ قصہ سناتے تھے: زمخشری بغداد گئے، بغداد میں ابوعلی شجری رہتا تھا، یہ بڑا ادیب تھا، اس نے زمخشری سے اشعار میں بات کی، زمخشری نے حدیث میں بات کی، تبصرہ نگار نے اس پر لکھا ہے: دیکھو شجری بغداد کا رہنے والا، یہ اشعار میں بات کرتا ہے اور یہ خراسان کے رہنے والے، زمخشر کے رہنے والے، انھوں نے حدیث میں بات کی۔ شجری کو وہی لوگ جانتے ہیں جو عربی کا شجرہ پڑھتے ہیں اور زمخشری کو تمام دنیائے اسلام جانتی ہے۔ یہ قصہ بیان کر کے شیخ فرماتے تھے کہ زمخشری کو حدیث سے محبت تھی۔

☆ **قاضی عیاض (عیاض بن موسی الیحصبی المتوفی ۵۴۴ھ)** بہت جلیل القدر عالم ہیں ان کی کتاب ''الشفاء بحقوق المصطفی'' سیرت کی بہت مشہور اور مبارک کتاب ہے، انھوں نے صحیح مسلم کی شرح بھی لکھی جو دراصل امام ابوعبداللہ محمد بن علی التمیمی المازری المتوفی (۵۳۶ھ) کی کتاب ''المعلم بفوائد مسلم'' کا تتمہ ہے، جو اکمال المعلم بفوائد مسلم کے نام سے چھپی ہے، اور بڑے فوائد کی حامل ہے، مشارق الانوار علی صحاح الآثار بھی ان کی مشہور کتابوں میں ہے، جو صحیحین اور موطا کے غریب الفاظ کی شرح وضبط پر مشتمل ہے، گرض ان کے زمانے میں امامت حدیث کا سہرا ان کے سر تھا۔

شیخ یونس ان کے بہت قدردان اور ان کی عظمت اور امامت فن کے بڑے قائل تھے۔

ایک دفعہ فرمایا: قاضی عیاض بہت بڑے آدمی تھے، یہی ایک شخص ہیں جن پر اعتراض کو میرا دل نہیں مانتا۔ ایک دفعہ فرمایا: قاضی پر اعتراض مجھے بڑا شاق گزرتا ہے۔

☆ **ابن عساکر (علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ ابوالقاسم المعروف بابن عساکر الدمشقی المتوفی ۵۷۱ھ)** امام عصر، حافظ کبیر اور محدث بے نظیر تھے، ان کی امامت فن کے سامنے سب کا سر جھک جاتا ہے، ان کی صرف ایک کتاب تاریخ دمشق جو اسی جلدوں میں چھپی ہے ان کی جلالت شان کا اندازہ کرنے کے لیے کافی ہے۔

شیخ فرماتے تھے کہ ابن عساکر اپنے زمانے میں امام الائمۃ اور سب سے احفظ تھے، دارقطنی سے ان کا مقام کم نہیں تھا بلکہ ان سے بڑے عالم تھے، اور ان کی پہنچ بہت دور تک تھی لیکن نہیں معلوم کہ کیوں اشعریت میں وہ غلو کرتے تھے! ان کی تاریخ کی کتاب عجیب وغریب فوائد سے بھری ہوئی ہے، مجھے ان سے محبت ہے۔ (قلائد، ص: ۴۴ روایت محمد ناصر العجمی)

شیخ کے تمام شاگرد اور تعلق والے جانتے ہیں کہ شیخ حافظ ابن حجر کا کس عظمت کے ساتھ ذکر کرتے تھے، ابن عساکر کا ذکر کرتے

ہوئے ایک دفعہ فرمایا: کہ حافظ ان سے کم تھے

حافظ عبد الغنی مقدسی (م۶۰۰ھ) بہت بڑے محدث تھے، ابن عساکر کے شہر ہی میں رہتے تھے، لیکن حنبلی تھے اور ابن عساکر اشعری، اور حنابلہ اور اشاعرہ میں دوری تھی۔ اس وجہ سے مقدسی نے ان سے استفادہ نہیں کیا، مگر ابن عساکر کی وفات کے بعد ان کو اس کا افسوس ہوتا تھا کہ اتنا بڑا حافظ ہم سے رہ گیا۔ ابن عساکر کا مقام بیان کرتے ہوئے شیخ اس واقعے کا ذکر کیا کرتے تھے۔

☆ابن جوزی (**علی بن عبد الرحمٰن القرشی التیمی ابو الفرج ابن الجوزی البغدادی التوفی: ۵۹۷ھ**) علامۂ زمانہ اور امام وقت تھے، تفسیر، حدیث، تاریخ اور وعظ وارشاد، سب میں بے مثال تھے، شیخ فرماتے تھے: وہ بحر علم اور کثیر التالیف ہیں، کبھی مفصل بیان کرتے ہیں اور کہیں اجمال سے کام لیتے ہیں۔ (الفرائد، ص۹۴، از: ڈاکٹر اکرم ندوی)۔

ایک دفعہ فرمایا: ابن الجوزی بڑے آدمی تھے۔ ان کی کوئی کتاب مل جاتی ہے تو میں اس سے نقل کرتا ہوں، یہ مجھے پسند ہے۔

☆ **شیخ عز الدین بن عبد السلام (عبد العزیز بن عبد السلام، التوفی: ۶۶۰ھ)** اپنے عہد کی نہایت عظیم المرتبت اور باعظمت شخصیت تھے، ان کو سلطان العلماء کہا جاتا تھا۔ شیخ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے ایک دن فرمایا کہ وہ بہت بڑے عالم تھے، بڑے نکتے بیان کرتے ہیں۔

☆نووی (**محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی، التوفی: ۶۷۶ھ**) اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث وفقیہ، بڑے اللہ والے، تاریخ اسلام کے بہت مشہور عالم ہیں۔ ان کی شرح، صحیح مسلم کی سب سے مشہور اور جامع شرح ہے۔ اس کے علاوہ حدیث وفقہ میں ان کی دسیوں وقیع تصنیفات ہیں۔ شیخ ان کے اخلاص، ان کی عبارت کی سلاست اور ان کی برکت ونورانیت کے بڑے قائل تھے۔

ایک دفعہ فرمایا: ان کے یہاں بڑا اخلاص تھا، وہ بڑے بابرکت عالم تھے، اعتراض تو کرتے ہیں کہ یہ فلاں کا وہم ہے، یہاں فلاں سے غلطی ہوئی ہے، مگر ان کی نیت حق کے اظہار کی ہوتی تھی نہ کہ علماء پر اعتراض کی۔ اس لیے ان کے علم میں برکت ہوئی۔ (قلائد: ص۱۹۹، شیخ عمر حبیب اللہ)

☆ابن ابی جمرہ (**عبد اللہ بن سعد بن أبی جمرہ ابو محمد الازدی الاندلسی، التوفی: ۶۹۵ھ**) یہ بڑے محدث اور بڑے عارف باللہ اور اللہ والے عالم تھے۔ ان کی سب سے مشہور اور مفید کتاب ''بهجة النفوس'' ہے، جو انھی کی اپنی کتاب ''جمع النهاية'' (جو صحیح بخاری کا اختصار ہے) کی شرح ہے۔

شیخ ان کے فقہ حدیث اور معانی میں غواصی کے بڑے قائل تھے۔ اور اکثر عارف ابن ابی جمرہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا: ابن ابی جمرہ بڑے محقق تھے۔ ایک اور موقع پر فرمایا: وہ بہت بڑے آدمی تھے، بظاہر ان کا علم سارا وہبی معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو ان کی کتاب بهجة النفوس، ذرا سی حدیث لیتے ہیں اور شرح پر شرح کرتے جاتے ہیں۔ پتا نہیں کہاں سے لکھتے ہیں!!

اب ہم تیسرے زمرے کے محدثین کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں جن کے بارے میں شیخ فرماتے تھے کہ میں نے یہ فن ان سے

سیکھا ہے:

☆**ان میں سب سے پہلا نام نامی شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ (تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ الحرانی الدمشقی، المتوفی: ۷۲۸ھ)** کا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کی تفسیر میں مہارت، حدیث میں کمال، فقہ میں امامت، مناظرے اور افکار باطلہ کی تردید پر قدرت ظاہر ہے۔ شیخ فرماتے تھے: علامہ ابن تیمیہ کا علم بہت وسیع ہے، اگرچہ ان کے کچھ تفردات ہیں، جن میں جمہور علماء سے انھوں نے اختلاف کیا ہے، لیکن ہم ان کی تنقیص نہیں کرتے، ہمیں لگتا ہے کہ ہماری روح ان کی روح سے ملی ہوئی ہے۔

شیخ، اس فن کے لیے ان کی کتابوں میں ''منہاج السنہ'' کا خاص طور پر تذکرہ کرتے اور فرماتے کہ وہ بے نظیر کتاب ہے۔

☆ **حافظ ابن کثیر (ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر البصروی الدمشقی، المتوفی: ۷۷۴ھ)** وہ بیک وقت محدث، مفسر، فقیہ اور مورخ تھے، اور بلکہ تمام میں امامت کے درجے پر فائز تھے۔

شیخ اس فن کی تحصیل کے لیے ان کی تفسیر اور تاریخ ''البدایہ والنھایہ'' دونوں سے استفادے کا ذکر کرتے تھے۔

☆ **حافظ ذہبی (شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی الدمشقی، المتوفی: ۷۴۸ھ)** مشہور محدث اور فن تاریخ ورجال کے امام ہیں۔ متاخرین میں کوئی ان کی کتابوں سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

شیخ اس فن سے مناسبت اور ذوق پیدا ہونے کے سلسلے میں ان کی کتاب ''میزان الاعتدال'' کا خصوصیت سے تذکرہ کرتے تھے۔

☆ **حافظ ابن قیم (شمس الدین محمد بن أبی بکر الزرعی الدمشقی، المتوفی: ۷۵۱ھ)** علامہ ابن تیمیہ کے مایۂ ناز شاگرد، تفسیر، فقہ، اصول وغیرہ میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا، حدیث میں بھی امامت کے درجے پر فائز تھے، ان کی کتاب ''زاد المعاد'' اسلامی کتب خانے کی ایک منفرد کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ شیخ اس فن کے لیے بھی اس کتاب کا ذکر کرتے تھے۔

☆ **حافظ ابن رجب حنبلی (عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب الدمشقی، المتوفی: ۷۹۵ھ)** اپنے وقت کے مشہور عالم اور عظیم محدث تھے، شرح حدیث میں ان کو بڑا کمال حاصل تھا۔ اربعین نووی پر ان کی شرح نہایت مفید کتاب ہے۔ فتح الباری کے نام نے ان کی بخاری کی شرح (جو ناقص ہے) دس جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

شیخ ابن رجب کی تعریف کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ وہ بڑے آدمی تھے۔ اور اپنے اساتذہ میں ان کو شمار کرتے تھے۔

☆ **حافظ ابن عبدالہادی (محمد بن احمد بن عبدالہادی المقدسی الدمشقی، المتوفی: ۷۴۴ھ)** عبقری ذہن ودماغ کے مالک تھے، حدیث ورجال، فقہ واصول، نحو وصرف سب کے ماہر تھے۔ صرف ۳۹ سال کی عمر پائی، ان کے معاصرین: ذہبی، ابن کثیر اور صفدی وغیرہ نے نہایت شاندار الفاظ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ شیخ نے ایک مرتبہ فرمایا: وہ بہت عمدہ امام ہیں۔

ہم نے شیخ سے ذکر کیا کہ ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا ہے "لو عاش لكان أية" اس پر شیخ نے فرمایا: ہاں، وہ ایسے ہی تھے۔

اس فن کے لیے شیخ ان کی کتاب "الصارم المنكی فی الرد علی السبكی" کا خاص طور پر تذکرہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہی ایک کتاب ان کی امامت کے لیے کافی ہے۔

☆ **حافظ زیلعی (عبداللہ بن یوسف ابومحمد جمال الدین الزیلعی، المتوفی: ۷۶۲ھ)** بہت بڑے محدث اور تخریج کے تو امام تھے۔ شیخ ان کو امام المحققین والمحدثین الحافظ کے لقب سے یاد کرتے تھے، ایک دفعہ فرمایا: حدیث کا کوئی طالب علم ان سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ وہ بڑے متواضعانہ انداز میں لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ فرمایا: اتنا بڑا آدمی ہے دنیا میں جو زیلعی سے بچ کر نکل گیا ہو، کوئی محدث مجھے بتاؤ۔ ایک موقع پر فرمایا: حافظ اگر کسی سے دبتے ہیں تو بس انھی سے دبتے ہیں۔ انھوں نے غریب کہہ دیا تو پھر حافظ کا قلم نہیں چلتا۔ یہ بڑے اخلاص والے تھے۔

شیخ، اس فن کی تحصیل کے لیے ان کی کتاب ''نصب الرایہ'' کا بہت اہمیت سے تذکرہ کرتے تھے۔

☆ **حافظ ابن حجر (شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، المتوفی: ۸۵۲ھ)** ان کی مہارت فن پر کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ حافظ ابن حجر، شیخ کے سب سے آخری اور سب سے بڑے استاد تھے، شیخ نے مختلف موقعوں پر حافظ ابن حجر کے بارے میں جو فرمایا ہے اور جن بلند الفاظ میں حافظ کا تذکرہ کیا ہے اس پر ایک خاصا مضمون ہوسکتا ہے۔ حافظ ابن حجر کو شیخ حافظ الدنیا کہتے تھے۔ فرماتے تھے: حافظ تو سمندر ہیں، بحر الجور ہیں۔

ایک دفعہ فرمایا: میں نے سب حافظ سے سیکھا ہے، بخاری کی تدریس کی پوری عمر حافظ کے ساتھ گزاری ہے۔ ہاں دوسروں سے بھی استفادہ کیا ہے، مگر میرے اصل استاد حافظ ہیں، یہ بہت بڑے آدمی تھے۔ ایک دفعہ فرمایا: حافظ پر قلم اٹھانا آسان نہیں ہے۔

فن کی تحصیل کے لیے شیخ، حافظ کی کتابوں میں فتح الباری کے علاوہ "الدراية بتخريج احاديث الهداية" کا خصوصیت سے ذکر کرتے تھے، فرمایا: یہ کتاب فن سے مناسبت پیدا کرنے میں بہت موثر ہے۔ اسی طرح "التلخيص الجبير" کے بھی بڑے مداح تھے۔

یہ ایک مختصر جائزہ ہے شیخ کے پسندیدہ محدثین کا، جن سے شیخ متاثر تھے، اور جن سے شیخ نے فائدہ اٹھایا ہے اور جن کا شیخ عظمت وبلندی کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔